پنجاب کے ضلعوں کے جغرافیے

ڈیرۂ اسمٰعیل خاں ضلع کا جغرافیہ

جسے

سنٹرل ٹریننگ کالج کے مُتعلّموں نے تالیف کیا
سررشتۂ تعلیم پنجاب کے صاحب ڈائرکٹر بہادر کے حکم سے
منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشر سررشتۂ تعلیم
پنجاب نے اپنے مطبع مفید عام لاہور میں چھاپا

سنہ ۱۸۹۳ء

قیمت فی جلد ۲ر ۱ پائی   تعداد جلد ۹۰۰   نمبر ۲

اِعرابوں کے قاعِدے

مِثالیں	قاعِدے	نمبر شُمار
گھر	مخلُوط ہے دو چشمی لکھی گئی ۔	۱
ہنسا ۔ ہیں ۔	نُونِ غُنّہ جو لفظ کے درمیان ہے ۔ اُس پر اُلٹا جزم دیا ہے ۔ اور جو آخر میں ہے ۔ اُس میں نُقطہ نہیں دیا ۔	۲
پھلی	یائے معرُوف جو لفظ کے آخر ہے ۔ وُہ دائرے کی لکھی گئی ہے ۔	۳
کے ۔ ہے ۔ گائے ۔ اُڑنے ۔	یائے معرُوف کے سوا باقی سب ے لمبی لکھی گئیں ۔	۴
خُود ۔ خویش ۔	جو واؤ بولی نہیں جاتی ۔ اُس کے نیچے آڑی لکیر ہے ۔	۵
ہمالیہ ۔ روپیہ ۔ زیوَر ۔ تیوَر ۔ سَیر ۔	حرفِ مفتُوح پر وہیں زبر لکھا ہے ۔ جہاں واؤ یا ے کے معرُوف اور مجہول ہونے کا شُبہ پڑتا ہے ۔[له]	۶

له باقی قاعِدے اخیر کے صفحے سے دیکھو ۔

فہرست مضامین

پاس کے بہت سے گھروں کو مِلا کے گلی یا محلّے بنا لیتے ہیں۔ اُسی طرح سَو سَو دو دو سَو گاؤں اور قصبوں کو مِلا کر سرکار نے تحصیلیں بنائی ہیں۔ اُن میں سے کسی بڑے قصبے کے نام پر تحصیل کا نام رکھّا ہے۔ جِس قصبے کے نام پر تحصیل کا نام رکھّا ہے۔ اُس میں ایک دیسی حاکم رہتا ہے۔ اُسے تحصیلدار کہتے ہیں۔ وُہ ساری تحصیل کا اِنتظام کرتا ہے۔ ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں کے آس پاس کے ۲۶۰ گاؤں اور قصبوں کو مِلا کر ایک تحصیل بنائی۔ اِس کا نام ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں کی تحصیل رکھّا۔ جو حاکم اِس تحصیل کا اِنتظام کرتا ہے۔ وُہ ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں میں رہتا ہے + اِسی طرح کُلاچی کے آس پاس کے ۱۱۱ گاؤں اور قصبوں کو مِلا کر ایک تحصیل بنائی۔ اِس کا نام کُلاچی کی تحصیل رکھّا۔ جو حاکم اِس تحصیل کی نگرانی اور اِنتظام کے لئے مُقرّر ہے۔ وُہ کُلاچی میں رہتا ہے۔ اِسی طرح بھکّر کے آس پاس کے ۱۹۴ گاؤں۔ قصبوں کو مِلا کر بھکّر کی تحصیل بنائی۔ اِس تحصیل کا حاکم بھکّر میں رہتا ہے۔ اِسی طرح لیّہ کے قریب قریب کے ۱۰۳ گاؤں۔ قصبوں کو مِلا کر لیّہ کی تحصیل بنائی۔ اور ایک دیسی حاکم اُس کے اِہتمام کے لئے مُقرّر کیا۔ جو لیّہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح پر ٹانک کی

تحصیل میں ۸۷ گاؤں اور قصبے شامل ہیں + کئی کئی تحصیلوں
کو ملا کر سرکار نے ضلعے بنائے ہیں - ہر ضلع پر ایک اعلےٰ
انگریز حاکم مقرر کیا ہے - اُسے ڈپٹی کمشنر کہتے ہیں - یہ سب
سے بڑی تحصیل میں رہتا ہے - جتنی تحصیلیں اس کے ماتحت
ہوتی ہیں - سب کا انتظام بھی کرتا ہے - ڈیرۂ اسمٰعیل خاں -
کلاچی - بھکّر - لیّہ - ٹانک کی تحصیلوں کو ملا کر ایک ضلع بنایا
ہے - اُسے ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کا ضلع کہتے ہیں - ڈپٹی کمشنر
صاحب جو اس ضلع کے انتظام کے لئے مقرر ہیں -
ڈیرۂ اسمٰعیل خاں میں رہتے ہیں +

ضلع ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کے سوا ہمارے مُلکِ پنجاب میں
اور کئی ضلعے ہیں - لیکن ہم تمھیں اس کتاب میں صرف
ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کے ضلع کا تھوڑا سا حال بتائینگے +

دشا

جغرافیہ شروع کرنے سے پہلے طرفوں کا جاننا ضروری
ہے - تم نے پورب - پچھّم - اُتّر - دکھّن کے نام تو سُنے ہونگے -
پر ہم تمھیں ان کی پہچان کا ایک آسان قاعدہ بتا دیتے
ہیں - یاد رکھنا - اگر بھول جاؤ گے - تو جغرافیہ سیکھنا مشکل ہوگا -
وہ یہ ہے - کہ صبح کے وقت جب سورج نکلے - اُس کی طرف
مُنہ کر کے کھڑے ہو جاؤ - تمھارے سامنے پورب ہوگا - پیٹھ پیچھے

پچھّم - دائیں ہاتھ دکھّن - اَور بائیں ہاتھ اُتّر + پُورب کو مشرق-
پچھّم کو مغرب- دکھّن کو جنُوب اَور اُتّر کو شمال بھی کہتے ہیں-
نیچے کی شکل کو دیکھو- چوکھُونٹی چوکھُونٹی کوٹھڑیاں جو بنی
ہُوئی ہیں- اُنہیں گھر سمجھو- فرض کرو - کہ بیچ کی سب

پہلی شکل
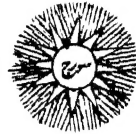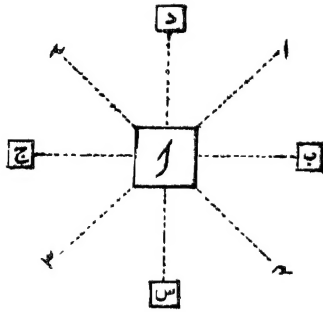
سورج

سے بڑی کوٹھڑی آ میں تمہارا گھر ہے- تو بتاؤ کہ اَور گھر
تُم سے کِس کِس طرف ہیں + اُوپر جو قاعدہ بتایا ہے - اُس
سے کام لو- صُبح ہوتے ہی اپنے گھر آ کی چھت پر چڑھو-
فرض کرو- کہ جِس طرف گول کرندار پھُول بنا ہُؤا ہے - اُس
طرف سُورج نِکلا ہُؤا ہے- تو صاف ظاہر ہے- کہ ب گھر تُم
سے پُورب کو ہے- ج گھر تُم سے پچھّم کو- س گھر تُم سے دکھّن

کو اور د گھر تم سے اُتر کو + شکل کو پھر دیکھو۔جس جگہ آ کا ہندسہ بنا ہُوا ہے۔ اگر یہاں بھی کوئی گھر ہو۔ تو وہ تمہارے گھر سے کس طرف ہوگا؟ نہ یہ ٹھیک مشرق میں ہے۔ نہ ٹھیک شمال میں۔ کہینگے۔کہ وہ آ سے شمال مشرق کی طرف ہے۔اسی طرح اگر ۲ کے ہندسے کی جگہ کوئی مکان ہو۔تو آ سے شمال مغرب کی طرف ہوگا۔اگر ۳ کے ہندسے کی جگہ کوئی مکان ہو۔تو آ سے جنوب مغرب کو ہوگا۔اور ۴ کے ہندسے کی جگہ کوئی مکان ہو۔تو وہ آ سے جنوب مشرق کو ہوگا۔جو قاعدہ گھروں کی طرفیں پہچاننے کا ہے۔وُہی گاؤں۔قصبوں۔شہروں۔تحصیلوں اور ضلعوں کی اطراف پہچاننے کا ہے +

حُدُودِ اربعہ وغیرہ

جس مکان میں تم رہتے ہو۔اُس کے آس پاس اور مکان بھی ہیں۔اسی طرح اس ضلع کی حد سے ملے ہُوئے اور مقام ہیں۔چاروں حدّوں کو حُدُودِ اربعہ کہتے ہیں۔ اس ضلع کے شمال میں بنّوں کا ضلع ہے۔جنوب میں ڈیرہ غازی خاں اور مظفّر گڑھ کے ضلعے۔مشرق میں جھنگ

اور شاہ پور کے ضلعے - مغرب میں کوہِ سلیمان جو افغانستان اور ہندوستان کی حدِّ فاصل ہے + اِس ضلع کی لمبائی شمال سے جنوب تک بحساب اوسط ۱۱۰ میل ہے - اور چوڑائی ۸۰ میل +

رقبہ و آبادی

اگر تم ایک بالشت لمبا اور ایک بالشت چوڑا کاغذ کا چوکور ٹکڑا جیسا نیچے بنا ہُوا ہے - کاٹو - تو اُسے ایک مُربّع بالشت کہینگے - اِسی طرح ایک گز لمبے اور ایک گز

ایک میل

ایک میل	مُربّع میل	ایک میل

ایک میل

چوڑے چوکور ٹکڑے کو ایک مُربّع گز کہینگے - اِسی طرح ایک میل چوڑے اور ایک میل لمبے کھیت میں ایک مُربّع میل زمین ہوگی - اِس ضلع میں اِتنی زمین ہے - کہ اگر اُس سب کو صاف اور خشک کرکے اُس کے ایک ایک میل لمبے - ایک ایک میل چوڑے چوکور کھیت بنائیں - تو ۹۲۹۶ کھیت بنینگے - اِسی بات کو یوں بھی کہ سکتے ہیں - کہ ضلع ڈیرہ اِسمٰعیل خاں کا رقبہ ۹۲۹۶ مُربّع میل ہے - اِس میں ۷۴۶ گاؤں اور

قصبے آباد ہیں۔ جن میں ۱۲۴۹۴۴۴ آدمی کی آبادی ہے +

ضلع کی صورت اور شکل

اس ضلع کی شکل کو نقشے میں غور سے دیکھو۔ کیسی لمبی چوڑی ہے۔ قریب قریب کتاب کے صفحے کی طرح ہے۔ دریاے سندھ نے قدرتی طور پر اس ضلع کے دو حصّے کر دیئے ہیں۔ جو حصّہ دریاے سندھ کے مشرق میں ہے۔ اُسے سندھ وار کا علاقہ کہتے ہیں۔ جو حصّہ دریاے سندھ کے مغرب میں ہے۔ اُسے سندھ پار کا علاقہ + سندھ وار کے علاقے کا رقبہ سندھ پار کے علاقے سے قریباً ڈیوڑھا ہے + دریاے سندھ کے مشرقی کنارے کے برابر برابر جو زمین کا چوڑا سا قطعہ چلا جاتا ہے۔ اُسے نشیب یا کچّی کہتے ہیں۔ اس زمین میں پہلے دریا بہتا تھا۔ اب پرے کو ہو کر بہتا ہے۔ کچّی کے مشرق کی طرف ریتلا میدان ہے۔ اُسے تھل کہتے ہیں۔ کچّی کو نشیب اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اُس کی زمین تھل کی بہ نسبت نیچی ہے۔ دریاے سندھ کے پار جو سطح مرتفع ہے۔ اُسے دامان کہتے ہیں + کچّی اور تھل کے درمیان ایک قدرتی بند ہے۔ شمال میں

کلور کوٹ کے پاس تو چالیس فٹ اُونچا ہے - جوں جوں جنوب کو جائیں - اِس کی بلندی کم ہوتی جاتی ہے - کوٹ سُلطان کے نیچے صرف دو تین فٹ ہے + کچّی میں عموماً نظارہ اچھّا ہے - نِصف کے قریب اِس کی زمین مزروعہ ہے - باقی حصّے میں سرکنڈے پیدا ہوتے ہیں +

تھل کا علاقہ بہت خُشک ہے - اِدھر بارِش ہوتی ہے - اُدھر زمین پی جاتی ہے - کہیں کہیں گڑھوں میں ایک دو دِن تک پانی جمع بھی رہتا ہے - اکثر جگہ ریت کے بڑے بڑے ٹیلے ایک دُوسرے کے برابر برابر قطاروں میں چلے جاتے ہیں +

پہاڑ

اپنے گاؤں کے باہر جاکر دیکھو - کہیں گڑھا ہے - کہیں پانی بھرا ہے - کہیں کھیت ہیں - کہیں درخت ہیں - بعضی جگہ ریت مٹّی کے ٹیلے ہیں - پتّھروں کے قُدرتی ٹیلے جو بڑے بڑے اُونچے ہوتے ہیں - اُنھیں پہاڑ کہتے ہیں - اِس ضلع کے شمال مغرب اور مغرب میں پہاڑ ہیں + کوہِ سُلیمان ایک سیدھی لکیر کی طرح

اِس ضلع اَور افغانستان کے درمیان واقع ہے۔اِس کے پرے اَور بھی پہاڑ ہیں۔ جو شمال سے جنوب تک قطاروں کی طرح چلے گئے ہیں۔ یہ قطاریں ٹیڑھی بیڑھی ہیں۔ پر اِن کا درمیانی فاصلہ ایک ہی جتنا ہے۔یوں سمجھو۔کہ گاڑی کے پہیّوں کی لیکھ کی طرح ہیں + اِن قطاروں کے بیچوں بیچ میں شمالاً جنوباً تو خاصہ رستہ ہے۔پر خاص خاص مقاموں کے سوا شرقاً غرباً گزر نہیں ہو سکتا۔اِن مقاموں کو درہ کہتے ہیں + جنوب میں وہووا کے درے سے لے کر بین درہ تک جہاں سے ضلع بنّوں کو رستہ جاتا ہے۔کوئی ۱۷ درے ہونگے۔ اِن میں سے مشہور یہ ہیں۔وہووا۔زاؤ۔گُمل۔ٹانک زام اَور شُترہ +

سرخ پہاڑ یہ پہاڑ جس کو رتّا کوہ (یعنی سُرخ پہاڑ) بھی کہتے ہیں۔بنّوں کے ضلع میں مقام عیسے خیل سے شروع ہوکر دریاے سندھ کے کنارے کنارے ایک مقام چورہ تک آیا ہے۔یہاں سے مغربی رُخ لئے پنیالے تک چلا گیا ہے۔اِس پہاڑ میں پتّھر ہی پتّھر دیکھوگے۔ سبزہ اَور پانی نام کو نہیں۔ہاں کہیں کہیں چشمے پائے

جاتے ہیں - اِن چشموں پر عمُوماً کھجُور کے درخت دیکھنے میں آتے ہیں - سب سے بڑا چشمہ کرڑی کھسُور کے پاس ہے - بعض بعض جگہ چھوٹے چھوٹے کھیت بھی ہیں - لیکن اِن کی پیداوار صرف مینہ پر مُنحصر ہے - کسی سال مینہ اچھّی طرح برسا - تو خاصی فصل ہو گئی - ورنہ کچھ بھی نہیں پیدا ہوتا ＊

نیلا کوہ کھسُور کے پہاڑوں کی قطار کے برابر برابر شمال مغرب کو ایک اَور قطار پہاڑوں کی جاتی ہے - اِسے نیلا کوہ کہتے ہیں ＊ نیلا کوہ اِس ضلع کو بنّوں کے ضلع سے جُدا کرتا ہے - اِس کے دو حصّے ہیں - ایک سِلسِلۂ کوہِ بھٹّنی کہلاتا ہے - دُوسرے کا نام سِلسِلۂ کوہِ شیخ بُدین ہے ＊ سِلسِلۂ کوہ کے معنی پہاڑوں کی قطار ہیں - بھٹنی پہاڑ ضلعِ بنّوں کی وزیری پہاڑیوں کے سِلسِلے میں چلا آتا ہے - اِس پہاڑ کے دو تو سِروں پر مشہُور درے ہیں - مشرق کی طرف پیزو ہے - اَور مغرب کی طرف بین درہ - اِن میں سے بنّوں کو راستے جاتے ہیں - شیخ بُدین کی قطار میں سے اِسی نام کی پہاڑی بہت اونچی ہے - کوئی ۱۵۰۰ گز سے سِوا ہے - اِس

جگہ گرمیوں کے موسم میں بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے ضلعوں سے انگریز آ کر رہتے ہیں۔ گرمیوں میں یہاں بڑی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ ایسے سرد مقاموں کو ریلاق کہتے ہیں +

دریا

جب مینہ برستا ہے۔ تو کچھ پانی زمین پی لیتی ہے۔ کچھ موریوں اور بدررَوؤں میں بہ نکلتا ہے۔ آخر موریوں کا پانی بہت سا اکٹھا ہوکر ایسے نالے بن جاتے ہیں۔ کہ دو دو تین تین گز چوڑے اور گھٹنے گھٹنے گہرے ہوتے ہیں۔ اِسی طرح جب پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے۔ تو پانی ڈھلان کی طرف بہ نکلتا ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے۔ کہ پہاڑ اُونچے ہوتے ہیں۔ اور پانی ہمیشہ اُونچے سے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ اِس بہتے پانی کو دریا کہتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ دریاؤں میں مینہ کے پانی کے سوا اور بھی کئی طرح سے پیدا ہوکر آتا ہے۔ اِن میں سے ایک تو یہ ہے۔ کہ برف پہاڑوں پر جاڑے کے موسم میں پڑتی ہے۔ گرمی کے دِنوں میں سورج کی تپش سے

پگھل جاتی ہے - اِس کا پانی بن کر دریاؤں میں آ مِلتا ہے +

دریا اِس ضِلع میں ایک ہی ہے - اُس کو دریاے سِندھ کہتے ہیں - کچھ ذِکر اِس کا پہلے بھی آ چکا ہے - یہ دریا شمال کی طرف سے آتا ہے - ہزارہ - پشاور - راولپنڈی - کوہاٹ اور بنّوں کے ضلعوں سے ہوتا ہُوا اِس ضِلع میں داخِل ہوتا ہے - یہاں اِس کا پاٹ چوڑا ہے - اور تہ میں ریت ہے - اِس کی کئی دھاریں ہیں - جن کا رُخ کبھی کسی طرف کو ہوتا ہے - کبھی کِسی طرف - سب سے بڑی دھار چار میل چوڑی ہے + اِس میں کئی جگہ ٹاپو ہیں + کچّھی میں دریاے سِندھ کی دھاریں جا بجا پائی جاتی ہیں - برسات کے موسم میں جب دریا اُمنڈتا ہے - تو تمام نشیب یا کچھی میں پانی بھر جاتا ہے - اور بڑا نُقصان ہوتا ہے + اِس میں پہاڑوں پر سے برف کا پانی آتا ہے - ڈیرۂ غازی خاں کے ضِلع کے جنوب میں ایک مقام مِٹّھن کوٹ ہے - اِس مقام سے ذرا اُوپر پنجاب کے پانچوں دریا اِس میں مِل جاتے ہیں - یہ دریا اِتنا بڑا ہے - کہ ایسے بڑے دریا اور جگہ نہایت

ہی کم ہیں ✦

سندھ پار دریا سے لے کر پہاڑ تک کے سارا علاقہ داماں کہلاتا ہے ✦

اِس علاقے میں مشہور ندیاں یہ ہیں۔ (۱) ٹنگوارا جو ٹانک زام اور اور دروں سے طغیانی کا پانی جمع کرکے شمالی حصّے کو سیراب کرتی ہے۔ (۲) لونی۔ یہ سب سے بڑی ہے۔ درۂ گمل سے نکلتی ہے۔ اور شہر ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے کوئی پندرہ میل نیچے دریائے سندھ میں مل جاتی ہے۔ (۳) وہووا ندّی جو ڈیرۂ فتح خاں اور وہووا کے شہروں کے گرد ہوتی ہوئی داماں کے جنوبی حصّے کو سیراب کرتی ہے ✦

معدنی اشیا

زمین سے ہر طرح آدمی کو نفع حاصل ہے۔ اِس کے اوپر اناج پیدا ہوتا ہے۔ درخت اُگتے ہیں۔ جنگل کھڑے ہیں۔ اور اِن کی پیداوار سے ہم فائدے اُٹھاتے ہیں۔ مگر اِن کے سوا اور بھی کئی چیزیں ہمیں اِس سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو اِس کی سطح پر پیدا نہیں

ہوتیں - مگر اِس کے اندر دبی ہُوئی ہوتی ہیں - ایسی چیزوں
کو جو زمین میں سے نکالی جاتی ہیں - دھاتیں یا معدنیات
کہتے ہیں - مثلاً لوہا - تانبا - چاندی - نمک وغیرہ + لوہا
کوہستانِ دزبری میں پایا جاتا ہے - اَور تو اِس ضلع
میں کوئی قیمتی چیز اِس قسم کی نہیں نکلتی - شیخ بُدین
کے پہاڑوں میں پھٹکری - مٹّی کا تیل - ایک قسم کی
پیلی مٹّی اَور شورہ ملتے ہیں +

پھٹکری دوا کے کام آتی ہے - اُسے رنگا کے شیشے
کے برتن جوڑتے ہیں - بعضی جگہ لوگ کھاد کی طرح
کھیتوں میں پھٹکری ڈالتے ہیں +

شورہ کلّر سے بنتا ہے - پُرانے کھنڈروں کے ٹیلوں
پر جو سفید سفید کھار جمی ہوتی ہے - اُسے کھُرچ کر لے
آتے ہیں - ناندوں پر لکڑیاں رکھ کر گھاس پھُوس بچھا
دیتے ہیں - اُس پر جو کھار مٹّی لائے تھے - ڈال دیتے
ہیں - اُوپر سے پانی کی دھار چھوڑتے ہیں - کھار کھار
پانی میں گھُل کر گھاس میں سے نیچے ناند میں ٹپک
جاتی ہے - صرف ریت مٹّی گھاس کے اُوپر رہ جاتی ہے -
اُسے پھینک دیتے ہیں - ناند کے کھار والے پانی کو

کڑھائی میں جوش کرتے ہیں - پانی پانی اُڑ جاتا ہے - سرد ہو کے کھار کی سفید سفید قلمیں جم جاتی ہیں - انہیں نکال کر بیچتے ہیں - شورہ یہی ہے - منہ میں ڈالو - تو تلخ سا معلوم ہوتا ہے - لیکن زبان کو ٹھنڈا کر دیتا ہے - اسی لئے پانی ٹھنڈا کرنے کے کام آتا ہے - یہ دوا میں پڑتا ہے - آتشبازی اور بارود میں خرچ ہوتا ہے - اس کے کھلونے بناتے ہیں - بڑے سبک ہوتے ہیں - لیکن سیل پہنچتے ہی پانی پانی ہو جاتے ہیں - شورے کی سلائی بنا کر آنکھوں میں پھیرتے ہیں - بڑی ٹھنڈک ڈالتی ہے *

سجّی داماں اور تھل کے بعض مقامات میں ایک قسم کا پودا پیدا ہوتا ہے - اُسے کھار لانی کہتے ہیں - اُس سے سجّی بناتے ہیں - منگسر کے مہینے میں پودے اکٹھے کرتے ہیں - اُن کو خشک کر لیتے ہیں - پھر ایک گڑھا کھود کر سوکھے پودوں کو اُس میں رکھ کر آگ لگا دیتے ہیں - کھاری مادہ گھل کر راکھ کے ساتھ مل جاتا ہے - اور ایک کھنگر سا بن جاتا ہے - سجّی یہی ہے - اس سے دھوبی کپڑے صاف کرتے ہیں -

عورتیں سر میں ڈالتی ہیں - اور دواؤں میں پڑتی ہے +
اس ضلع میں پہلے سجّی عام بنا کرتی تھی - اب دو روپئے
دے کر لائسنس یعنی اجازت لینی پڑتی ہے - اکثر دھوبی
اپنے استعمال کے واسطے بناتے ہیں - فروخت کے لئے
بھی کبھی کبھی بنتی ہے - اور روپئے کی بیس پچیس
سیر آتی ہے +

اس ضلع میں کنکر کہیں نہیں - اس لئے سڑکوں
پر اینٹیں توڑ کر کوٹتے ہیں - تا کہ سڑکیں پختہ
بن جائیں - چونے کا پتھر سب پہاڑیوں میں بکثرت
پایا جاتا ہے - اس سے عمارت کا معمولی کام بخوبی
نکل سکتا ہے - پر سڑک پر کوٹنے کے کام نہیں آتا -
سخت بہت ہوتا ہے - اور ٹوٹتا نہیں - اس کا چونا
بنتا ہے +

درخت

جنگل میں جاؤ - ہری ہری گھاس اور طرح طرح کے
درخت دیکھوگے - درختوں سے زمین کی آرائش ہے - ان
میں پرندے بسیرا لیتے ہیں - آدمی اور چوپائے ان

کی چھاؤں میں آرام پاتے ہیں - اِن کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے - مکانوں کے لیئے کواڑوں کی جوڑیاں - چوکھٹیں - کڑیاں - تختے اور گھروں کی آرائش کے لیئے میز - کُرسی وغیرہ ہزاروں چیزیں بنتی ہیں - اپنے اِرد گِرد غور سے دیکھو - کتنی چیزیں لکڑی کی بنی ہوئی ہیں!

درخت بڑے کام آتے ہیں - درخت نہ ہوتے - تو زمین کیسی بے رونق معلوم ہوتی - اِس ضلع میں ذِکر کے قابِل یہ درخت ہیں - شیشم - بیری - بھانی - کھجور - فراش - لانا - جال - جنڈ - پھلاہ - کیکر - ببّل - کریتہ - کپ - بوئی +

شیشم کو ٹاہلی بھی کہتے ہیں - یہ درخت اچھا اونچا ہوتا ہے - اِس میں گول گول چکنے پتّے لگتے ہیں - اِن میں پیلی چپٹی پھلیوں کے گچھّے لٹکتے ہیں - اور وہ ایسے دِکھائی دیتے ہیں - گویا درخت نے بالی پتّے پہن رکھّے ہیں - یہ درخت اکثر پانی کے قریب ہوتا ہے - اِس کی لکڑی بڑی چکنی - وزنی اور مضبوط ہوتی ہے - بڑی مہنگی بکتی ہے - اِس کے کواڑ - چوکھٹیں - میزیں - کُرسیاں - صندوقچے اور اور سینکڑوں چیزیں بنتی ہیں +

بیری بیری کے درخت خاصے اُونچے ہوتے ہیں۔ بیر بڑے میٹھے ہوتے ہیں۔ بیری کی لکڑی کے تختے بنتے ہیں +
چار پایوں کے سیرُوے اور پٹّیاں اکثر اِسی کی بنتی ہیں۔
اِس کے پتّے اُونٹ اور بکریاں بڑے مزے سے کھاتے ہیں +
رشیشم اور بیری دونو کچھی میں بہت ہیں +

بَھن اِس درخت کی چھال بید کے درخت کی سی ہوتی ہے۔ دیکھنے میں بھی بید کے درخت سے مِلتا جُلتا ہے۔ عموماً پندرہ بیس فُٹ اُونچا ہوتا ہے۔ اکثر گرم اور ریتلے مقاموں میں بہت ہوتا ہے۔ جب چھوٹا سا پودا ہوتا ہے۔ تو اِس کے پتّے بہت چھوٹے چھوٹے اور سُکڑے ہُوئے ہوتے ہیں۔ جب بڑا درخت ہو جاتا ہے۔ تو پتّے چوڑے اور دندانہ دار ہوتے ہیں۔
اِس کی لکڑی سفید ہوتی ہے۔ عمارت کے کام آتی ہے۔
اِس کی شاخوں سے ہندو داتن بناتے ہیں۔ بعض مقاموں میں اِس کی لکڑی کے صندوقچے بناتے ہیں۔
اِن پر خوب جلا کرتے ہیں۔ کِتنی ہی جگہ بھانی کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے +

یہ بہت اُونچا درخت ہوتا ہے۔ شاخیں نہیں

ہوتیں - شکل میں بھی نرالا ہوتا ہے - تنا سیدھا اور اُس
کے اُوپر آٹھ نَو فٹ لمبے پتّوں کا گُچھّا ہوتا ہے - یہ چھتری
کی طرح چاروں طرف پھیل جاتا ہے - اِس کے پٹھوں کے
بوریئے ٹپّے بناتے ہیں - پنکھے پنکھیاں بناتے ہیں - اِس
کی لکڑی سے چھت کی کڑیاں اور کوؤں کی نالیاں بناتے
ہیں - اِس پر چھوہارے جیسا میوہ لگتا ہے - اُسے کھجور کہتے
ہیں - پکّی کھجوریں بڑی میٹھی ہوتی ہیں - بازاروں میں آکر بکتی
ہیں - پنجاب میں کھجور کے درخت اکثر جگہ پائے جاتے ہیں +

پھ ۔ فرّاش کا درخت بڑا اُونچا اور خاصہ موٹا ہوتا ہے -
اِس کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے - قمچیوں کے ٹوکرے
ٹوکریاں وغیرہ بناتے ہیں - دوا کے کام بھی آتی ہیں - پانی
ہو یا خشک زمین - یہ درخت سب جگہ اُگ کھڑا ہوتا ہے -
اِس کی شاخ کاٹ کر دُوسری جگہ لگائیں - تو بڑی جلدی
پھوٹ آتی ہے - اِسی لئے جہاں بند باندھتے ہیں - اُس
کے کنارے کنارے اکثر فرّاش کے درخت لگا دیتے ہیں +
یہ باڑ کا کام دیتے ہیں - اِس کا کوئلہ اچھّا نہیں ہوتا +

ج ۔ یہ فرّاش سے مِلتا جُلتا ہے - اس کی تین قسمیں ہیں
گورا لانا - کھار لانا اور پھیساک لانا - ان میں سے کھار

لانے کی سجّی بنتی ہے۔ یہ کھار ہے۔ نیلی نیلی پتّھر سی ہوتی ہے۔ پنساریوں کے ہاں بِکتی ہے۔ دھوبی سجّی سے کپڑے دھوتے ہیں۔ پاپڑ والے پاپڑوں میں ڈالتے ہیں۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ سجّی کس طرح بناتے ہیں ÷

جال اِس کو پیلو کا درخت بھی کہتے ہیں۔ دریا خاں اور دولہ والا کے درمیان جال کے درخت بکثرت ہیں۔ اِس کے ہرے ہرے پتلے لمبوترے پتّے بڑے سُہانے معلوم ہوتے ہیں۔ اِس کی لکڑی مضبوط اور بہت کار آمد نہیں ہوتی۔ مگر تھل کے لوگ اِس کی کڑیاں اور شہتیر بناتے ہیں۔ اِس کا پھل سب کھاتے ہیں۔ اُسے پیلو کہتے ہیں۔ ننّھا ننّھا گول سُرخ رنگ کا بڑا میٹھا ہوتا ہے۔ غریب غربا کے لئے تو نعمت ہے۔ گرمی کے موسم میں سینکڑوں مرد۔ عورت۔ بچّے اِس درخت کے نیچے جا بیٹھتے ہیں۔ اور پیلو چُن چُن کے کھاتے ہیں۔ پیلو کے اندر ننّھی سی گُٹھلی ہوتی ہے۔ یہ بڑی کڑوی ہے۔ دانت کے نیچے آتی ہے۔ تو مُنہ کڑوا زہر کر دیتی ہے۔ پیلو کی پتلی پتلی شاخیں اور جڑیں توڑ کر مسواکیں بناتے ہیں ÷

جنڈ جنڈ کا درخت تھل میں ہر جگہ موجود ہے۔ اکثر

قصبوں اور کنوؤں کے گرد دیکھنے میں آتا ہے۔ سردی کے موسم میں جب گھاس نہیں ملتی۔ تو جنڈ کی شاخوں کو کاٹ کر بھیڑوں بکریوں کو کھلاتے ہیں۔ اِس کترن کا نام لانگی ہے۔ پوس کے مہینے سے لے کر پھاگن تک لنجی برابر چارے کی طرح اِستعمال کرتے ہیں۔ جن درختوں کے سائے تلے آرام کرتے ہیں۔ اُن کی شاخیں نہیں کاٹتے۔ بعض جگہ پیروں کی خانقاہوں پر جنڈ کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ یہ بھی بچے رہتے ہیں۔ اِن کے سوا سب درختوں کو چھانٹ ڈالتے ہیں۔ نکلتے جاڑے اِن درختوں کو دیکھو۔ تو بے رونقی معلوم ہوتی ہے۔ ٹھنڈ کے ٹھنڈ کھڑے ہیں +

جنڈ کا درخت اچھا اونچا ہوتا ہے۔ اِس کی جڑیں زمین کے نیچے عجیب ڈھنگ سے ٹیڑھی بیڑھی پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ جنڈ میں پتلی گول اور بڑی لمبی پھلیاں لگتی ہیں۔ اِنہیں سانگر یا سانگری کہتے ہیں۔ پکا کر روٹی کے ساتھ کھاتے ہیں۔ سُکھا کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ جب جی چاہے۔ پانی میں بھگو کر ہری پھلیوں کی طرح پکا لیتے ہیں۔ جنڈ کی لکڑی جلتی خوب ہے۔ اِس کا کوئلہ سچا ہوتا ہے۔ ہندؤں کے بعض فرقے جنڈ کو پاک سمجھتے

ہیں۔ اِن کے ہاں شادی کی بعض رسوم ایسی ہیں۔ کہ
اُن میں جنڈ کی شاخ کا منگانا ضرور ہے +

اِسے پشتو زبان میں پلوسا کہتے ہیں۔ پرانے درخت
کی لکڑی سیاہ۔ مضبوط اور وزنی ہوتی ہے۔ اِس کے
گاڑیوں کے پہیے اور ہل کے پھالے اور اور چیزیں بناتے
ہیں۔ پھلاہ میں ایک قسم کا گوند لگتا ہے۔ بعض جگہ
اِسے مقوی دوا کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں +

دامان میں گاؤں کے آس پاس کیکر کے درخت
دیکھوگے۔ یہ درخت ایسا بے رونق ہوتا ہے۔ کہ گھر کے آگے
لگاؤ۔ تو اُجاڑ دِکھائی دینے لگے۔ اور خاک سی اُڑتی نظر آئے۔
لیکن اِس کا ہر حصہ کار آمد ہے۔ اِس کی لکڑی بڑی
مضبوط ہوتی ہے۔ اِس کی سینکڑوں چیزیں بنتی ہیں۔
اِس کا کوئلہ پکا ہوتا ہے۔ کیکر پر سفید سفید گوند لگتا
ہے۔ بڑے کام آتا ہے۔ کیکر کی چھال سے چمڑا رنگتے
ہیں۔ اِس کی شراب بھی کھینچتے ہیں۔ کیکر کے پتے اور
پھلیاں بکری بڑی خوش ہوکر کھاتی ہے۔ اِس کا کانٹا
بڑا لمبا اور تیز ہوتا ہے۔ چبھ جائے۔ تو بڑا دکھ دیتا ہے۔
لیکن یہ بھی اِتنا کام دیتا ہے۔ کہ کھیتوں کے ڈول پر

کانٹوں کی باڑ لگا دو۔ تو مویشی گھس کر انہیں خراب کرنے نہ پائینگے +

اِسے ببول بھی کہتے ہیں۔ شکل میں جھاڑی کی طرح کا ہوتا ہے۔ ریت کے ٹیلوں پر جھنڈ کے جھنڈ اُگے ہوئے ہوتے ہیں۔ دو تین گز اُونچا ہوتا ہے۔ کیکر کی طرح اِس میں بھی سفید سفید کانٹے لگتے ہیں۔ پر کیکر کی نسبت بے شمار ہوتے ہیں۔ اِس کی جڑ کی چھال کی دیسی شراب بنتی ہے +

اِسے کریر یا کریل بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی جھاڑی کی شکل کا ہوتا ہے۔ اِس میں ننھا ننھا بیج دار گول پھل آتا ہے۔ اِسے ٹینٹ یا ڈیلا کہتے ہیں۔ اِس کا اچار ڈالتے ہیں۔ کریل کی لکڑی پائیدار ہوتی ہے۔ اِسے دیمک نہیں لگتی۔ کوئیں کا بہت سا اسباب اِس کا بنتا ہے + دامان اور تھل میں اِس کی چھت کی کڑیاں بھی بناتے ہیں +

یہ درخت کوئی دس فٹ اُونچا ہوتا ہے۔ اِس کے ریشے لمبے لمبے اور آپس میں خوب گتھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اِس کی لمبی لمبی بے برگ شاخیں ایسی پتلی اور سیدھی ہوتی ہیں۔ جیسے چابک۔ اِنہیں بھگو کر ریشے نکال لیں۔

تو رسّیاں بہت عُمدہ بنتی ہیں - اور بڑی پائدار ہوتی ہیں - اِنہیں نمی سے نُقصان نہیں ہوتا +

ببول - کریتہ اور کیپ تھل میں بکثرت ہیں - پر بوئی تھل میں جدھر دیکھو - اُدھر موجود ہے - یہ پودا کسی کام نہیں آتا + شیخ بُدین کے پہاڑ میں کہو - پستوانہ - اوری وغیرہ کے درخت بہت ملتے ہیں +

پھل اور ترکاریاں

جن درختوں کا حال ہم نے تمہیں اُوپر سُنایا ہے - وُہ نہ کسی کے بوئے ہوئے ہیں - نہ لگائے ہوئے - خود بخود اُگ آتے ہیں - بعضے بوئے جاتے ہیں - لوگ باغوں میں طرح طرح کے درخت لگاتے ہیں - اِنہیں پانی دیکر پرورش کرتے ہیں - بعضے درختوں میں پھول آتے ہیں - خوشبو دیتے ہیں - آنکھوں کو طراوت پہنچاتے ہیں +

پھولوں کے سوا باغوں میں پھل بھی لگتے ہیں - سوغاتوں میں جاتے ہیں - بازاروں میں آکر بکتے ہیں - اِس ضلع میں بڑے بڑے قصبوں میں باغات ہیں - اِن میں آم - نارنگی - نیمبو - کھٹّے - میٹھے - سیب - انار وغیرہ مل جاتے ہیں - گرمی کے موسم میں ککڑی - کھیرے - خربوزے - ٹبنگ یا ہندوانے بھی ہوتے ہیں +

اِن کے عِلاوہ اِس ضِلع میں ترکاریاں بھی ہوتی ہیں۔گاجر۔ مُولی۔شلغم۔پودینہ۔پیاز۔پالک۔آلوُ۔اروی۔گوبھی۔کچالوُ۔تورئی۔ بھنڈی۔ٹِنڈے۔گھیا۔چھولیا بہُت ہوتے ہیں۔قصبوں میں یہ ترکاریاں اکثر مِل جاتی ہیں۔پہاڑ پوُر کے مُضافات میں سُرخ مِرچ بھی کثرت سے ہوتی ہے +

جانوُر

اب تک ہم نے تُمہیں اِس ضِلع کے پہاڑ۔دریا۔درخت۔پھل۔ ترکاریوں کا حال بتایا ہے۔لیکن اب تھوڑا سا ذِکر یہاں کے جانوروں کا کرتے ہیں۔جِس طرح خُدا تعالےٰ نے زمین و آسمان بنائے ہیں۔آسمان پر چاند اور سوُرج اور تارے چمکائے ہیں۔ زمین پہ پہاڑ کھڑے کئے ہیں۔دریا بہائے ہیں۔درخت اُگائے ہیں۔ ہری ہری گھاس کے فرش بچھائے ہیں۔اُسی طرح چیُونٹی سے لے کر ہاتھی تک جانوُر بھی پیدا کئے ہیں۔جانوُر نہ ہوتے۔تو زمین کیسی بے رَونق ہوتی۔گائے۔بھینسوں کا دُودھ۔دہی۔ملائی۔بھیڑ۔ بکریوں کی اُون اور اُون کی لوئی۔کمبل۔گاڑی۔گھوڑے۔اُونٹ کی سواری۔طوطے۔مینا کے چہچہے کچھ نہ ہوتے۔آدمی بہتیری نعمتوں سے محرُوم رہتے۔بہُت سے مشقّت کے کام جو اب جانوروں سے

پیتے ہیں۔خود کرنے پڑتے۔ اور خدا جانے پھر بھی وہ کام اچھی طرح ہوتے یا نہ ہوتے۔ بلّی۔کُتّے۔گائے۔بھینس بیل۔ بکری۔بھیڑ۔ اونٹ۔گھوڑے۔خچّر تم ہر روز دیکھتے ہو۔ یہ بڑے کام کے جانور ہیں۔ ریت میں سفر کرنا اونٹ ہی کا کام ہے۔ اور جانور سَو قدم چلے۔ تو ہانپ جائے۔ اور بند بند ڈھیلا ہو جائے۔ چوپاؤں میں یہ صفت خدا نے اونٹ ہی کو عطا کی ہے۔ کہ نہ پاؤں ریت میں دھنستے ہیں۔ نہ جلد جلد پیاس لگتی ہے۔ اُچھلتا کودتا ریت میں اِس طرح جاتا ہے۔ جس طرح سڑک پر گھوڑا۔ دامان اور تھل میں اونٹ بکثرت پالے جاتے ہیں۔ اِن کی خوراک لانا اور پیلو ہے۔ طوطے۔مینا تیتر۔ بٹیر۔چکور۔کبوتر پالتے ہیں۔ طوطے کی سی ناک مشہور ہے۔ چکور چاند پر عاشق ہے۔ چاندنی راتوں کو اِس کی طرف مُنہ کرکے ایسی پیاری پیاری بولیاں بولتا ہے۔ کہ روکے نہیں رُکتا۔ بعض لوگ باز اور شکرے پالتے ہیں۔ اِنہیں گھنگرو پہناتے ہیں۔ بڑے شوق سے رکھتے ہیں۔ اور اِن کی بدولت پرندوں کا شکار کرتے ہیں۔ گِد ہمیشہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ پرندوں میں تلدر۔کلنگ۔بطخ۔ کالا تیتر۔ ہنس اپنے اپنے موسم میں پائے جاتے ہیں ٭

کچھی میں خرگوش بہت تھے - پر چوبیس برس کا عرصہ گزرا ہے - کہ سب دریائے سندھ کے طوفان میں دب گئے - دامان میں جاؤ - تو کہیں کہیں خرگوش دیکھوگے - گلابی آنکھیں بڑے بڑے کان - ننھے ننھے بدن - وہ قلانچیں مارتے ہیں - کہ آدمی دیکھ کر دنگ رہ جائے + گیدڑ کو تم نے اکثر راتوں کو غل مچاتے سنا ہوگا - کسانوں کو بڑا دق کرتا ہے - اُن کے کھیت کھا جاتا ہے - اِس سے ملتا جلتا ذرا موٹا تازہ جانور ایک اور ہوتا ہے - یہ لومڑی ہے - اِس کے جسم پر نرم نرم بالوں کا سمور بڑی قیمتی پوشش ہے - لوگ اِس کا شکار کرتے ہیں - اور سمور اُتار کر کپڑے بنا لیتے ہیں - ہرن مختلف رنگ کے ہوتے ہیں - اِن کی بہت سی قسمیں ہیں - لیکن سب کے جسم تُتے ہُوئے اور پُھرتیلے ہوتے ہیں - ہرن سی خوبصورت آنکھیں کسی کی نہیں ہوتیں - اِن کے سینگ بڑے تیز ہوتے ہیں - لوگ اُن کا شکار کرتے ہیں - شیخ بُدین اور مغربی پہاڑیوں میں اڑیال بھی ملتا ہے - یہ بھیڑ کی قسم سے ہے - سر پر مُڑے ہُوئے دو بڑے مضبوط سینگ ہوتے ہیں - اِسے سینگوں کے بل ڈھینگلی لگانے کا بڑا شوق ہے - یہاں کے جنگلوں میں سانپ - بھیڑیے

چیتے - چرخ یا لکڑ بگڑ - بِچھو پائے جاتے ہیں - یہ سب موذی جانور ہیں - بھیڑیا شکل صورت میں کُتے سے مِلتا جُلتا ہے - اِس کی لمبی تھوتھنی اور ترچھی آنکھیں کیسی ڈراؤنی معلوم ہوتی ہیں - چرخ صورت میں بھیڑیے سے مِلتا ہُوا ہے - بڑا ڈراؤنا اور بدبُودار اور ناپاک جانور ہے - لیکن بھیڑیے اور چیتے کی نسبت ڈرپوک بہت ہے + دریا کے کنارے پر اُود بلاؤ مِلتے ہیں - مُشک بلاؤ بھی اِس ضلع میں پائے جاتے ہیں - دامان میں ایک قسم کا چُوہا کھیتوں میں ہوتا ہے - اُسے درولی کہتے ہیں - یہ کھیتوں کا ستّیا ناس کر دیتا ہے - پر اِسے لم ڈھیک کھا جاتے ہیں - اور بِچارے کسانوں کی کھیتیاں تباہی سے بچ جاتی ہیں +

تُم سب نے مچھلیاں دیکھی ہونگی - اِس ضلع میں ماہی گیروں کو کُچھ سرکار کو دینا نہیں پڑتا - جس کا جی چاہے - جال اور بنسیاں لیکر ندی نالوں اور دریا سے مچھلیاں پکڑتے چلا جاتا ہے - یہ کئی قسم کی ہوتی ہیں - رہو - تھیلا - سال - سنگھاڑا وغیرہ - رہو بڑی مزیدار ہوتی ہے - دریا میں سنسار بھی بکثرت ہیں - لیکن چھوٹے چھوٹے - یہ آدمیوں کو ایذا نہیں دیتے +

موسم اور آب و ہوا

اِس ضلع میں گرمیوں میں گرمی اور جاڑے میں سردی شِدّت سے ہوتی ہے۔ بیساکھ کے مہینے میں اکثر گرم لُوئیں چلتی ہیں۔ جدھر دیکھو۔ پنکھے ہِل رہے ہیں۔ جیٹھ۔ اساڑھ میں آندھیاں آتی ہیں۔ اور بڑی شِدّت کی گرمی پڑتی ہے۔ اُترتے اساڑھ بارِش ہوتی ہے۔ بارِش ہونے سے پہلے اور نیز بارِش ہوکر جب ذرا کُھل جاتا ہے۔ ایسی گرمی ہوتی ہے۔ کہ دم گُھٹا جاتا ہے۔ اِس ضلع میں بارِش بہُت کم ہوتی ہے۔ جیسے اور جگہ برسات ہوتی ہے۔ یہاں اُس طرح مُتواتر مینہ نہیں پڑتا۔ پھر بھی ساون۔ بھادوں میں خاصہ پانی برستا ہے۔ اسوج میں راتیں ٹھنڈی ہونے لگتی ہیں۔ اور شرُوع کاتک میں پنکھے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پوہ ماہ میں جاڑے کی شِدّت ہوتی ہے۔ اکثر لوگ پٹّی۔ بانات۔ کشمیرا وغیرہ اُونی کپڑے پہننے لگتے ہیں۔ کیوں؟ اُونی کپڑا باہر سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن اندر بدن تک سردی نہیں پُہنچنے دیتا۔ اور جِسم گرم کا گرم بنا رہتا ہے۔ اِن دِنوں صُبح کے وقت بڑی ٹھِھر پڑتی ہے۔ اِس شِدّت کا پالا پڑتا ہے۔ کہ کُھلے میدان

ہیں آم کے درخت بڑھ نہیں سکتے۔ اِن درختوں کو چٹائیوں سے ڈھانک دیتے ہیں۔ اور بڑی اِحتیاط سے پرورش کرتے ہیں۔ تیسرے چوتھے سال جاڑے میں اِس بلا کی سردی ہوتی ہے۔ کہ سرس اور کیکر کے درخت تباہ ہوجاتے ہیں۔ اِن دِنوں چھوٹے چھوٹے تالاب دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اُن کی سطح پر برف اِس طرح دِکھائی دیتی ہے۔ جِس طرح سفید چادر بچھی ہُوئی ہے۔ امیر لوگ تو جاڑے میں گرم کپڑے پہنتے ہیں۔ اَکثر لوگ آگ سے ہاتھ پاؤں سینکتے رہتے ہیں۔ پر کِسانوں کو شاباش ہے۔ کہ بیچارے وُہی معمُولی کپڑے پہنے کھیتوں میں کام کرتے ہیں +

آئے جاڑے اَکثر لوگوں کو بُخار کی شِکایت ہوتی ہے۔ جب بارِش زور سے ہوتی ہے۔ تو اُس کے بعد بھی بُخار کا دَور دَورہ ہوتا ہے۔ ورنہ یُوں تو اِس ضِلع کی آب و ہوا عمُوماً اچھی ہے +

زمین اور اُس کی پیداوار

اِس ضِلع کی زمین قُدرتی طور پر چھ حِصّوں میں مُنقسم ہے۔ زِراعت کے لحاظ سے ہر ایک حِصّے کی خاصِیّت جُدا

جُدا ہے۔ اِن حِصّوں کے نام ہم نیچے لکھتے ہیں ٭

۱۔ دامان۔ اِس حِصّے کی زمین کا کُچھ ذِکر پہلے آ چُکا ہے۔ کِسان کھیتوں کے گرد بند بناتے ہیں۔ اُن میں پانی جمع رہتا ہے۔ اُس پانی کی بدولت کھیتی ہری بھری رہتی ہے ٭

۲۔ پنیالے کا علاقہ۔ اِس میں لارگی کی دون اور پنیالے کا علاقہ شامِل ہیں۔ اِس حِصّے کی زمین نرم اور ریتلی ہے۔ زِراعت کا مدار صِرف بارِش پر ہے ٭

۳۔ کھسور۔ نیلا کوہ اور بھٹنی کی پہاڑی زمین۔ یہاں بھی کھیت بارانی ہیں ٭

۴۔ رگ پہاڑ پور کا علاقہ۔ اِس علاقے میں کُچھ تو کُوؤں اور دریا کی طُغیانی کی وجہ سے۔ اور کُچھ کوہِ کھسور کی بارِش کے پانی کی بدولت زمین زرخیز ہو جاتی ہے ٭

۵۔ کچّی۔ اِس حِصّے کے کھیت چاہی اور سیلابی ہیں ٭

۶۔ تھل۔ یہ ریتلا میدان ہے۔ زِراعت کا دار و مدار کُوؤں پر ہے۔ بعض مقاموں کی زمین بارانی ہے ٭

اِس ضِلع میں دو فصلیں ہوتی ہیں۔ ایک اساڑھی یا ہاڑی۔ دُوسری ساؤنی۔ اِن کو ربیع اور خریف بھی کہتے ہیں۔ دامان میں ایک سال ربیع ہوتی ہے۔ ایک سال خریف۔

کچھی میں خریف اچھی نہیں ہوتی - اسوج - کاتک میں اساڑھی کا بیج پڑتا ہے - چیت - بیساکھ میں فصل کٹنے لگتی ہے - اِس فصل میں گیہوں - جو - چنے - سرسوں - اسُو (تارا میرا) - تمباکو - مٹر وغیرہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں * ساونی میں خربوزے - کپاس - باجرا - مکئی - جوار - چاول - گنّے - تِل - مُونگ - موٹھ - مسور - ماش وغیرہ چیزیں ہوتی ہیں *

ضلع بھر میں گیہوں کی پیداوار سب سے زیادہ ہے - چاول زیادہ تر ٹانک کی تحصیل میں ہوتے ہیں - گیہوں سے دُوسرے درجے پر باجرے کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے - اکثر دامان میں ہوتا ہے - کچّھی اور تھل میں بھی ہوتے ہیں - پر سِندھ پار جب فصل اچھی ہو - تو باجرا بڑا سستا ہوتا ہے * ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں کے آس پاس گنّوں کی پیداوار دِن بدِن زیادہ ہوتی جاتی ہے *

باشندے

اِس ضلع میں دو بڑی قومیں آباد ہیں - ہِندو اور مُسلمان - ہِندو کم ہیں اور مُسلمان زیادہ - یُوں سمجھو کہ سات مُسلمان ہیں تو ایک ہِندو ہے - ہِندوؤں میں برہمن - کھتری - اروڑے -

سُنار وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ مُسلمانوں میں سیّد۔ پٹھان۔ قُریش۔ بلوچ۔ شیخ بڑے فرقے ہیں۔ جاٹ۔ ترکھان۔ کُمہار۔ چوڑھوئے وغیرہ بعض ہندو ہیں۔ بعض مُسلمان۔ اِن کے علاوہ نائی۔ میراثی۔ چُوہڑے۔ موچی۔ جُلاہے۔ ماچھی۔ ملّاح۔ راجپُوت۔ ارائیں۔ آوان۔ لُہار۔ فقیر۔ قصّاب۔ خوجے۔ لبانے۔ بھاٹیے وغیرہ ذاتوں کے لوگ بھی آباد ہیں ؞

ہندوؤں میں برہمن اور مُسلمانوں میں سیّد سب سے بڑے مانے جاتے ہیں۔ سیّد اِس ضلع میں بیشمار ہیں۔ جہاں جہاں اچھے مقام ہیں۔ وہاں سیّدوں کی آبادی ہے۔ بھکّر کی تحصیل میں جو کچی کا حصّہ ہے۔ اُس کے شمال میں سب زرخیز گاؤں اِنہیں کے ہیں۔ اِسی لئے اِس علاقے کو سیّدات میانی کہتے ہیں۔ لیّہ کی تحصیل میں بھی سیّد پائے جاتے ہیں۔ لیکن اِتنے متموّل نہیں۔ تھل اور دامان میں جہاں معمُولی زندگی بسر کرنے میں بھی کئی دِقّتیں پیدا ہوتی ہیں۔ سیّد بہُت کم ہیں۔ سیّدوں نے زمینیں کہاں سے لیں ؟ یہ اِنہیں یہاں کے قدیم بلوچ قوم کے نوّابوں نے اِنعام کے طور پر عطا کی تھیں۔ بلوچ سیّدوں کی بڑے درجے کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ڈیرہ کے نوّابوں نے سیّدوں کے حق میں کچھ

نہیں کیا۔ البتہ نوابِ ٹانک کے خاندان سے انہیں بڑا فیض پہنچا ہے۔ اب بھی جاٹ اور بلوچ سیدوں کی عزت کرتے ہیں۔ پر وہ باتیں کہاں؟ اب تو صرف ظاہر داری ہے*

قریش اور شیخ سارے ضلع میں تھوڑے ملتے ہیں۔ ٹانک میں شیخ بہت ہیں۔ یہاں ان کے فرقے کا نام پنجن خیل ہے۔ یہ دوِن گُمل کے شمال اور درۂ چینی کے سرے پر آباد ہیں۔ مذہب کے پابند اور امن دوست ہیں*

ہندؤں میں اروڑے اور مسلمانوں میں خوجے بڑے تاجر اور ساہوکار ہوتے ہیں۔ کھتری۔ اروڑے امن دوست قومیں ہیں۔ زیادہ تر لین دین۔ ہاٹ دکان کرتے ہیں۔ بعضے پڑھ لکھ کر نوکر ہو جاتے ہیں*

جاٹوں کے مختلف فرقے سیال۔ چھینے اور کھوکھر ملتان اور بہاولپور کی جانب سے پندرھویں صدی کے آغاز میں اس ضلع میں آ بسے تھے۔ ان کے بعد بلوچ آئے۔ یہ بھی جنوب کی ہی طرف سے آئے۔ ان کے بڑے بڑے گروہ تھے۔ اور ہر ایک گروہ ایک حاکم کے تابع تھا۔ ہوتے ہوتے جب ان کی بستی قائم ہو گئی۔ تو مختلف شخصوں کو کوڑں

کے لئے زمینیں مل گئیں - اور کچھی کے مقاموں میں بلوچوں کی آبادی نظر آنے لگی - کچھی کے جنوبی حصے میں دریا خاں تک اب بھی بلوچ بکثرت ہیں +

بلوچ سنی فرقے کے مسلمان ہیں - پر اکثر مذہبی رسوم - مثلاً نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ اچھی طرح ادا نہیں کرتے - یوں تو بڑے تربیت یافتہ ہیں - لیکن ان میں عیب یہ ہے - کہ کاہل اور مغرور ہیں - اور اپنے موروثی سرگروہ سے بڑھکر کسی کی اطاعت کرنا پسند نہیں کرتے - جاٹوں اور اور زمینداروں کو بڑی حقارت سے دیکھتے ہیں + بلوچ بڑے مضبوط اور شکیل ہوتے ہیں - لمبے لمبے بال رکھتے ہیں - اور ان میں خوب تیل ڈالتے ہیں - ان کی عادتیں سیدھی سادی ہیں - غریبانہ خوراک کھا کر گزارہ کر سکتے ہیں - بڑے جفاکش ہیں - سفر میں ہوں - تو تھکنے کا نام نہیں لیتے +

تجارت و حرفت

اس ضلع میں کوئی بڑا کارخانہ نہیں - پھر بھی اکثر گاؤں میں موٹا جھوٹا دیسی کپڑا بُنا جاتا ہے - خاص کر ڈیرے کی لُنگیاں لیئے کے کھیس مشہور ہیں - لکڑی کا کام ڈیرے -

پہاڑ پور اور کُلاچی میں بہت عُمدہ ہوتا ہے۔شیشم کی لکڑی کی تپائیاں۔ ڈبے اور چار پائیوں کے پائے ایسی صفائی سے بناتے ہیں۔اور اُن پر اِس خُوبی سے رنگ آمیزی کرتے ہیں۔کہ دیکھنے والے تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔چوڈھواں کے بیانہ کمل مشہور ہیں۔جہاں کہیں ندی نالے سال بھر بہتے ہیں۔ وہاں پن چکیاں موجود ہیں۔دون کمل۔ دراہن۔ موسے زئی۔ چوڈھواں۔اور وہووا میں کئی پن چکیاں ہیں۔اِن سب میں آٹا پِستا ہے۔دِن بھر میں دس پندرہ من تک پیس ڈالتی ہیں +

اِس ضلع کی تجارت کچھ بہت بڑھی ہُوئی نہیں۔تاہم ڈیرۂ اسمٰعیل خاں۔ٹانک۔کُلاچی۔لیّہ۔بھکّر میں بہت ہوتی ہے۔انگریزی اور دیسی کپڑے کے تھان باہر سے یہاں آکر بکتے ہیں۔انگریزی کپڑا اکثر کراچی سے آتا ہے۔جھنگ اور شاہ پور سے چمڑے۔کوہاٹ سے نمک۔مُلتان اور سکھّر سے مُختلف قسم کے کھلونے آتے ہیں۔گیہوں۔باجرا۔دیسی اُون اور گھی باہر جاتے ہیں۔رُوئی۔نیل۔شورہ اور سجّی کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔پر اِن چیزوں کی پیداوار اِس قدر نہیں ہوتی۔کہ باہر جا سکیں +

پوندہ فرقے کے لوگ جو ہندوستان اور خراسان کے مابین
تجارت کرتے ہیں۔ اِس ضلع میں درۂ گومل کے رستے سے
جاڑے میں آتے ہیں۔ اور ریشم۔ چرس۔ کلابتوں۔ سمور۔ پشتہ۔
سیب۔ انگور۔ بادام۔ کشمش۔ داکھ۔ منقا۔ اون۔ مجیٹھ۔ گھی۔
تمباکو۔ ہینگ اور سوکھے پھل ساتھ لاتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے
تاجر ہیں۔ مختلف اضلاع میں اِن چیزوں کو فروخت کرتے
ہیں۔ گرمیوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ اور مفصلۂ ذیل
چیزیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ نیل۔ انگریزی اور دیسی
کپڑے کے ریزے۔ چاے۔ جوتیاں۔ چمڑا۔ نمک۔ گڑ۔ تانبے پیتل۔
کانسی اور چینی وغیرہ کے برتن۔ اِن کی تجارت میں مقامی
تجارت کو جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ بہت کم دخل
ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنا اسباب لیکر اِس ضلع سے گزر
جاتے ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی کھول کر فروخت کرتے ہیں۔

آمد و رفت کے ذریعے

دریا دریاے سندھ اور اُس کی شاخوں پونزل۔ لالہ۔ ہزارا۔ چھتا
وغیرہ میں ناویں چلتی ہیں۔ اور سینکڑوں من مال اِدھر سے
اُدھر آتا جاتا ہے۔ دریاے سندھ پر ایک کشتیوں کا پل

ہے - جو موسم سرما میں ہر سال باندھا جاتا ہے - اور آتی گرمی توڑ دیا جاتا ہے - اِس سے گلہ بانوں اور تاجروں اور اور مُسافروں کو بڑا ہی آرام ہے - پر گرمیوں میں جب دریا چڑھ آتا ہے - تو اگن بوٹ کے بغیر گُزرنا دُشوار ہے ٭

ریل بھی کیا طِلسمات ہے - نہ بیل جوتنا پڑتا ہے - نہ گھوڑا لگانا ہوتا ہے - کاٹھ کی کوٹھڑیوں میں مُسافر آرام سے بیٹھے دُھوئیں پانی کے زور سے ایک ایک دِن میں چار چار سَو میل کا سفر طے کر لیتے ہیں - اور کرایہ بھی کچھ بہُت نہیں دینا پڑتا - اُونٹ - گاڑی - گھوڑے پر بیٹھ کر چار سَو میل جانا ہو - تو کم سے کم ایک مہینا لگیگا - اور خرچ کی تو کچھ نہ پُوچھو - ریل ہی کی بدولت ایک جگہ کی پیداوار دُوسری جگہ مُناسب قیمت پر مِل سکتی ہے - جس زمانے میں ریل نہ تھی - بڑی دِقّت ہوتی تھی - اب تو بھکّر سے سوار ہوکر بھیرے کے رستے لالہ مُوسے اور گجرات جا سکتے ہیں - اور جنوب کو رُخ کریں - تو مزے سے ریل میں بیٹھ کر مُظفّر گڑھ اور مُلتان کی سیر کر سکتے ہیں ٭

ریل کے عِلاوہ بہُت سی سڑکیں بھی ہیں - ایک سڑک ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں سے بھکّر - سرائے کِرشنا - منکیرہ - حیدر آباد

سے ہوتی ہوئی جھنگ کو گئی ہے۔ ایک اور سڑک کروڑ دو چرخہ آدو کوٹ سلطان سے گزر کر ملتان کو جاتی ہے۔ ایک سڑک بھکّر سے دریا خاں۔ سرین والہ۔ ہیبتو اور جنڈاں والے کے رستے شاہ پور میں داخل ہوتی ہے۔ ایک سڑک ڈیرے سے بنّوں کو جاتی ہے۔ اِن کے سوا کئی چھوٹی چھوٹی سڑکیں اِس ضلع میں ہیں *

ڈاک اور تار برقی

قصبوں اور بڑے بڑے موضعوں میں ڈاک خانے ہیں۔ اِن سے یہ آرام ہے۔ کہ اگر تمہیں کسی گاؤں۔ قصبے یا شہر میں کسی کے پاس کچھ خبر بھیجنی ہو۔ تو آدمی روانہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پیسے کا پوسٹ کارڈ لکھ کر یا آدھ آنے کے لفافے میں چٹھی بند کرکے ڈاک میں ڈال دو۔ سرکاری ہرکارے اور چٹھی رساں اُسے پہنچا دینگے۔ اور جواب آئیگا۔ تو اُسے لے کر تمہارے پاس حاضر ہونگے۔ اور اِس طرح گھر بیٹھے تمہیں جواب مل جائیگا * تمہارے پاس کچھ فالتو روپیہ ہو۔ تو ڈاک خانے میں جمع کرا دو۔ جوکھوں کسی طرح کی ذرا نہیں۔ اصل روپے کی ضرورت پڑے۔ تو جس وقت چاہو۔ لے لو * اگر تمہیں کسی دوست کے پاس سوغات بھیجنی ہے۔

تو پُلندہ کرکے ڈاک میں بھیج سکتے ہو۔ لاہور سے کچھ کتابیں قیمتاً منگانی ہوں۔ تو کُتب فروش کے نام چِٹھی لِکھ بھیجو۔ کہ بذریعۂ پارسل قیمت طلب بھیج دے۔ وُہ پُلندہ کرکے تُمہارے نام روانہ کر دیگا۔ ڈاک خانے کا چپڑاسی اُسے لے کر تُمہارے مکان پہ حاضر ہوگا۔ قیمت دے دو۔ کِتابیں لے لو۔ نہ تُمہیں کِسی قِسم کی جِھکوں اُٹھانی پڑے۔ نہ کُتب فروش کو۔

تار

ڈاک کے ذریعے خبر بھیجنے میں کم سے کم ایک آدھ دِن لگتا ہے۔ لیکن تار برقی میں کمال ہے۔ اِدھر خبر دے رہے ہو۔ اُدھر پُہنچ رہی ہے۔ جواب بھی چاہو۔ تو اُسی وقت لے لو۔ البتّہ اِتنا ضرور ہے۔ کہ ڈاک میں پَیسہ دو پَیسے خرچ ہوتے ہیں۔ تار خبر میں کم سے کم آٹھ آنے۔ اِس ضِلع میں ریل کے سٹیشن بھکّر پر تار لگا ہُوا ہے۔ پیزو سے ڈیرۂ فتح خاں تک بھی برابر تار لگا ہُوا ہے۔ اِس کے ذریعے ڈیرۂ اسمٰعیل خاں سے بنّوں اور ڈیرۂ غازی خاں جِدھر چاہیں۔ تار کی خبر جا سکتی ہے۔

تعلیم

عِلم سیکھنے کے برابر اچھّی بات اور کوئی نہیں۔ عقل بڑھتی ہے۔ عِزّت ہوتی ہے۔ بعضے بعضے آدمی پڑھ لِکھ کر بڑے بڑے

رُتبے پاتے ہیں۔باپ دادا کا نام روشن کرتے ہیں۔ روپیہ کماتے ہیں۔اَوروں کو فائدے پہنچاتے ہیں۔لیکن یاد رکھّو۔ کہ عِلم صِرف نوکری کی غرض سے ہی نہیں حاصِل کرنا چاہیئے۔عِلم حاصِل کرنے سے عقل تیز ہوتی ہے۔نئی نئی باتیں سُوجھتی ہیں۔بُری باتوں سے نفرت ہوتی ہے۔ اَور اُن کو ترک کر دیتے ہیں۔ اچھّی باتیں ہمارے دِل پر اثر کرتی ہیں۔ اَور ہم اُن کو قبُول کر لیتے ہیں۔افسوس کہ لوگ صِرف نوکری ہی کا خیال کرکے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔اَور یہ نہیں سمجھتے۔کہ ایک تعلیم یافتہ کارِیگر اَنپڑھ کارِیگر کی نِسبت کام کیسا عُمدہ بنائیگا۔اَور اُس کے ذریعے سے بھی بہُت کُچھ دَولت کمالیگا ؞

اِس ضِلع میں تین اَنگریزی کے مدرسے ہیں۔یہ سب ڈیرے میں ہیں۔اِن میں سے دو میں تو اِنٹرنس تک پڑھائی ہوتی ہے۔ایک میں مِڈل تک اَنگریزی۔ فارسی۔ رِیاضی وغیرہ سب مضمُون پڑھائے جاتے ہیں۔لیّہ۔ کُلاچی۔ اَور بھکّر میں ورنیکلر مِڈل سکُول ہیں۔اِن میں اَنگریزی نہیں پڑھائی جاتی۔اِن کے سِوا کئی گاؤں میں اِبتدائی مدرسے ہیں۔اُن میں لِکھنا پڑھنا۔حِساب وغیرہ وُہ باتیں بتائی

جاتی ہیں۔ جن کا جاننا امیر غریب سب پر واجب ہے ✦

اِس ضِلع کی تعلیمی حالت اچھّی نہیں۔ مسلمان عموماً ناخواندہ رہتے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ عِلم سب کو سیکھنا چاہیئے۔ عِلم سے دِل اور دِماغ روشن ہوتا ہے۔ کِسانوں کے لڑکے اکثر ان پڑھ رہتے ہیں۔ بڑے ہو جاتے ہیں۔ کھیتی کیاری کرنے لگتے ہیں۔ پر اِتنی بھی عقل نہیں ہوتی۔ کہ ساہوکار سے حِساب تو سمجھ لیں۔ اور اُس کے دھوکے میں نہ آئیں۔ بچّو! لڑکپن میں عِلم سیکھو۔ اِس کے برابر کوئی نعمت نہیں۔ یہ وُہ دولت ہے۔ جِسے نہ چور کا خطرہ ہے۔ نہ رہزن کا اندیشہ۔ عالِم آدمی کی سب عزّت کرتے ہیں۔ اگر ہماری بات کو نہ مانوگے۔ تو بڑے ہوکر پچھتاؤگے ✦

زبانیں

بھکّر اور لیّہ کی تحصیلوں میں اور ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں کے اکثر حِصّے اور ٹانک اور کُلاچی کے بعض مقامات میں پنجابی کی ایک شاخ مُروّج ہے۔ اِسے ہِندی کہتے ہیں۔ دُوسرا نام ڈیرہ وال ہے۔ ٹانک کے قصبے کے سِوا جہاں

جٹکی بولی جاتی ہے۔ سرحدّی پٹھان پشتو بولتے ہیں۔ کُلاچی کی تحصیل کے جنوب میں قیصرانیوں کے گاؤں میں بلوچی بولی جاتی ہے۔ جو لوگ کچہری یا دفاتر میں مُلازم ہیں۔ کچھ اُردو بولتے ہیں۔ کچھ انگریزی۔ پر ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اُردو یہاں کی زبان نہیں۔ لیکن مدرسوں میں بھی پڑھاتے ہیں۔ کچہری کی کارروائی زیادہ تر اسی زبان میں ہوتی ہے۔ اسی سبب اس کا اِستعمال بڑھتا جاتا ہے +

میلے

اِس ضلع میں معمولی میلے تو سبھی ہوتے ہیں۔ پر لال عیسن کا میلہ سب سے زیادہ آب و تاب سے ہوتا ہے۔ یہ میلہ ہر سال بھادوں کی ۱۴-تاریخ کو شروع ہوکر تین دِن تک بڑے زور شور سے رہتا ہے +

موضع کوٹلہ جام میں جو بھکّر سے ۴ کوس شمال کو ہے۔ سُلطان طیّب شاہ کا میلہ ماہِ چیت میں ہر سوموار کو لگتا ہے + پلوسٹہ ایک پہاڑی مقام لبِ دریائے سِندھ اور ڈیرہ سے قریب تیس کوس شمال کو ہے۔ یہاں

اہلِ اسلام چیت کے مہینے میں شاہ عیسےٰ صاحب۔ اجمل شاہ صاحب اور میاں وڈّا صاحب وغیرہ کی زیارت کو جاتے ہیں۔ ایسا ہی وہاں نخلّہ کیول رام پر ہنود کا میلہ ہوتا ہے ✤

عیدُ الفطر دو دن تک اور عیدُ اضحےٰ تین دن تک رہتی ہے۔ اور ہمیشہ اِن موقعوں پر گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی کی کم و بیش رونق ہوتی ہے ✤

ماہِ محرّم میں مرثیہ خوانی خوب ہوتی ہے۔ ماتم بھی سخت ہوتا ہے ✤

بیساکھی اور دسہرے کا میلہ معمولی آب و تاب سے مشن کمپونڈ اور سرائے وزیراں کے رقبہ میں لگتا ہے۔ کہیں مداری کا تماشا ہو رہا ہے۔ کہیں ہیر و رانجھے کے گیت گائے جاتے ہیں۔ کہیں ہنڈولے جھول رہے ہیں۔ غرض سب طرح کے کھیل ہوتے ہیں۔ میلۂ بیساکھی چار روز رہتا ہے۔ اور دسہرہ صرف ایک دن۔ بیساکھی اور عیدوں پر ہندو مسلمانوں کو ہر سال علےٰ الترتیب پچاس پچاس روپے گھوڑ دوڑ۔ نیزہ بازی۔ گتکا بازی وغیرہ کھیلوں کے لئے میونسپل فنڈ سے انعام ملتا ہے ✤

اِنتظام

ضلع کا کُل اِنتظام ڈپٹی کمشنر صاحب کے سپُرد ہے۔ یہ ڈیرے میں رہتے ہیں۔ یہاں اُن کی مدد کے لئے اور بھی حاکم ہیں۔ اُن میں سے کوئی خزانے کا کام کرتا ہے۔ کوئی قیدیوں کا بندوبست کرتا ہے۔ کوئی لین دین کے جھگڑے چُکاتا ہے۔ کوئی مار پیٹ۔ چوری چکاری کے مُعاملے فیصل کرتا ہے۔ اور چوروں بد معاشوں کو سزا دیتا ہے۔ ایک پولیس والا صاحب ہے۔ سارے ضلع میں جتنے تھانہ دار اور سپاہی ہیں۔ سب اُس کے ماتحت ہیں۔ اِن کے سوا تحصیلدار ہیں۔ یہ اپنی اپنی تحصیلوں سے سرکاری جمع وصُول کرکے خزانے میں داخل کرتے ہیں۔ زمیندار مالگزاری کے ادا کرنے میں حیلہ و حجّت کرتے ہیں۔ تو یہ اُن پر تنبیہ کرتے ہیں۔ اپنے علاقوں میں چوری چکاری وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے مقدّمے بھی کرتے ہیں۔ ڈیرۂ اسمٰعیل خاں اور کُلاچی کی تحصیلوں میں دو دو نائب تحصیلدار ہیں۔ بھکّر اور لیّہ میں ایک ایک۔ ٹانک میں بھی دو نائب تحصیلدار ہیں ÷ تحصیلداروں کے ماتحت۔ پٹواریوں۔ قانُونگوؤں۔

منشی۔ متصدیوں اور چپڑاسیوں کا بہت سا عملہ ہے + کروڑ اور ڈیرے میں ایک ایک منصف صاحب ہیں۔ یہ دیوانی مقدمات فیصل کرتے ہیں +

ڈپٹی کمشنر صاحب اور دیگر حکام اور اُن کے ماتحت کل عملہ تنخواہ دار ہے۔ یہ سب سرکاری نوکر ہیں۔ جہاں چاہے۔ سرکار انہیں تبدیل کر سکتی ہے۔ لیکن اکثر شہروں اور قصبوں میں سرکار نے میونسپل کمیٹیاں مقرر کی ہیں۔ جس جگہ میونسپل کمیٹی کا انتظام ہے۔ وہیں کے چند رئیس شریف کمیٹی کے ممبر ہیں۔ یہ کچھ تنخواہ نہیں لیتے۔ اُن کے ہاں کی صفائی۔ سڑکوں اور مدرسوں کا دیکھنا بھالنا اِن کے سپرد ہے۔ اِن کی تجویزوں کو عمل میں لانے کے لئے بہت سا عملہ ہے۔ وہ کل تنخواہ دار ہے۔ اِس ضلع میں ڈیرۂ اسمٰعیلخاں۔ کلاچی۔ بھکّر۔ لیّہ۔ کروڑ میں میونسپل کمیٹیاں ہیں +

تحصیلیں

اِس ضلع میں پانچ ہیں۔ ڈیرۂ اسمٰعیلخاں۔ کلاچی۔ بھکّر۔ لیّہ۔ ٹانک + اِن میں سب سے رونق دار ڈیرۂ اسمٰعیلخاں کی تحصیل ہے +

ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کی تحصیل کے شمال میں بنّوں کا ضلع ہے۔ مغرب اور جنوب میں کُلاچی کی تحصیل۔ مشرق میں دریاے سندھ اور بھکّر کی تحصیل ÷ اس کا رقبہ ۱۶۷۳ مربّع میل ہے۔ اور آبادی ۱۲۰۱۴۲ ÷ اس میں ۲۶۰ گاؤں قصبے آباد ہیں۔ مشہور یہ ہیں۔ ڈیرہ تو شہر ہے۔ پہاڑپور اور پنیالہ قصبے ÷

کُلاچی کی تحصیل کے شمال میں ٹانک کی تحصیل۔ مغرب میں کوہِ سُلیمان۔ جنوب میں ڈیرۂ غازی خاں۔ مشرق میں ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کی تحصیل و دریاے سندھ ÷ اس کا رقبہ ۱۵۱۳ مربّع میل ہے۔ اور آبادی ۷۰۹۵۰۔ اس میں ۱۱۱ گاؤں قصبے آباد ہیں۔ ان میں سے بڑے یہ ہیں۔ کُلاچی۔ چودھواں۔ کری کھسور۔ جلّو والی۔ وہووا۔ درابن۔ مڈّی۔ لُونی ÷

بھکّر کی تحصیل کے شمال میں بنّوں کا ضلع ہے۔ مشرق میں جھنگ و شاہ پُور کے اضلاع ہیں۔ جنوب میں لیّہ کی تحصیل۔ مغرب میں دریاے سندھ اور ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کی تحصیل ÷ اس کا رقبہ ۳۱۱۴ مربّع میل ہے۔ اور آبادی ۱۱۲۴۲۹ آدمی کی ہے۔ اس میں ۱۹۴ گاؤں قصبے آباد

ہیں - جن میں سے بڑے یہ ہیں - بھکّر - وڑیا خاں - کلُور کوٹ - جنڈانوالہ - گوُدا - دُلّے والہ - روشن والہ - حیدر آباد - منکیرہ ؛

لیّہ کی تحصیل کے شمال میں بھکّر کی تحصیل ہے - مشرق میں جھنگ کا ضلع - جنوب میں مُظفّر گڑھ کا ضلع - مغرب میں دریائے سندھ ؛ اس کا رقبہ ۲۴۴۸ مربّع میل ہے - اور آبادی ۱۰۲۶۱۲ ؛ اس میں ۱۰۳ گاؤں قصبے آباد ہیں - ان میں سے بڑے یہ ہیں - لیّہ - کروڑ - نواں کوٹ - چوبارہ - غلام علی والہ - کوٹ سُلطان ؛

ٹانک کی تحصیل ضلع ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کا نہایت شمال مغربی حصّہ ہے - اس کا رقبہ ۵۶۸ مربّع میل ہے - اور آبادی ۳۵۵۱۶ آدمی کی ہے - اس کا صدر مقام ٹانک ہے ؛

شہر اور قصبے

اب ہم تمھیں اس ضلع کی بہت سی باتیں بتا چکے - باقی حالات جوں جوں بڑے ہوگے - تم خود جان جاؤ گے - اب صرف ڈیرۂ اسمٰعیل خاں - پہاڑ پور - گلاچی - بھکّر - لیّہ - کروڑ - ٹانک اور شیخ بُدین کا کچھ حال لکھتے ہیں - اور اُس پر ہی اکتفا کرتے ہیں ؛

ڈیرۂ اسمٰعیل خاں

اِس شہر میں کوئی ۲۲۱۶۴ آدمی رہتے ہیں۔آس پاس کے گاؤں میں جو شہر سے بہت قریب ہیں۔کوؤں کے باعث زمین زیادہ سیراب ہے۔اور زراعت عمدہ ہوتی ہے۔شہر کے گرد ایک کچی دیوار ہے۔اُس میں دس دروازے ہیں۔اِن میں سے نظام خاں والا۔ راماں والا۔توپاں والا۔ ٹھٹھراں والا اور پوئندہ سرائے والا بڑے ہیں۔اِس دیوار سے ذرا فاصلے پر چاروں طرف گول سڑک ہے۔سڑک کے دونو طرف سایہ دار درخت ہیں۔اور ساتھ ہی قریباً ۵ گز چوڑا باغ جو برابر ساتھ ساتھ چلا گیا ہے۔کیسی بہار دکھاتا ہے۔اکثر صاحب ثروت گاڑی میں سوار ہوکر درختوں کے سائے میں شہر سے چھاؤنی جاتے ہیں۔اور ٹھنڈی سڑک کا لُطف اُٹھاتے ہیں ٭

بڑے بازار دو ہیں۔ایک تو شمالاً جنوباً واقع ہے۔دُوسرا شرقاً غرباً۔شہر کے عین وسط میں سے یہ بازار ایک دُوسرے پر سے گُزرتے ہیں۔یہی چوگٹیا یا چار سُو ہے۔یہاں بڑی رونق ہوتی ہے۔کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔سردیوں میں پوئندہ رفتنے کے سوداگروں کا ہجُوم ہوتا ہے۔دونو بازار پختہ

ہیں۔ اور اِن کے دونو طرف پکّی موریاں ہیں۔ یہ شہر بڑا خوش وضع ہے۔ گو بعض بازار دُور دُور واقع ہیں ÷ شہر کی صفائی کا اِنتظام عُمدہ ہے۔ مکانات عموماً کچّی اینٹوں کے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن بڑے بازاروں میں سامنے کی دیواریں پختہ ہیں۔ یہاں مُلتانی اور پٹھان اُمرا بہت ہیں۔ کئی دربار ہیں ÷

ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ دریائے سِندھ کے رستے ہزاروں من اناج اور اُون اور اور مال سکھّر اور کراچی کو جاتا ہے۔ سال بھر میں دو مرتبہ پوندہ فِرقے کے تاجروں کے قافلے اِس شہر سے گزرتے ہیں۔ اِس بات کا ذِکر ہم پہلے بھی کرچکے ہیں۔ انگریزی اور دیسی کپڑا۔ چمڑے۔ نمک اور رنگ برنگ کی اشیا یہاں باہر سے آکر بکتی ہیں۔ یہاں سے اناج۔ اُون اور مجیٹھ دِساور کو جاتے ہیں ÷ یہاں کے کارِیگر لکڑی کا اسباب نہایت صفائی سے تیّار کرتے ہیں۔ اور اُس پر خُوب مینا کاری کرتے ہیں۔ یہ اسباب اِنگلِستان میں جاکر بکتا ہے۔ یہاں کی لُنگیاں مشہُور ہیں ÷

ڈیرے میں بڑے بڑے مکانات یہ ہیں۔ شہر کا مدرسہ۔

مشن سکول۔ خیراتی ہسپتال۔ صاحبانِ کمشنر و ڈپٹی کمشنر کی
کچہریاں۔ سرکاری دفاتر۔ تار گھر۔ ڈاک خانہ۔ گرجا۔ گرجے کے
احاطے میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر سر ہنری ڈیورینڈ جو ٹانک
میں ہاتھی سے گر کر مر گئے تھے۔ مدفون ہیں۔ شہر کے اندر
کئی سرائیں ہیں۔ اِن میں ہر طرف سے مسافر آکر رہتے ہیں۔
اور آرام پاتے ہیں ÷ شہر کا تھانہ اناج منڈی میں ہے۔
کمپنی کا باغ اور ڈاک بنگلہ انگریزوں کی کوٹھیوں سے مشرق
کو ہیں۔ کچہری اور شہر کے مابین سیر گاہیں اور گیند کھیلنے
کے میدان بھی ہیں۔ چھاؤنی میں سوائے قلعۂ اکال گڑھ
کے اور کوئی بڑی عمارت نہیں۔ یہ قلعہ اصل میں راجہ
نونہال سنگھ نے ۱۸۳۶ء میں تعمیر کیا تھا۔ سرکار انگریزی
نے اِسے مستحکم بنا لیا ہے۔ یہاں بڑا گودام جمع رہتا ہے ÷
چھاؤنی شہر سے مشرق اور شمال مشرق کو ہے۔ دریائے
سندھ کے پرانے کنارے سے ایک میل ورے تک پھیلی
ہوئی ہے۔ اِس میں دیسی سواروں کا رسالہ اور دیسی پلٹنیں
اور ایک توپخانہ ہیں ÷

شہر قدیم قدیم شہر حال کے شہر سے قریباً چار میل مشرق
میں آباد تھا۔ اور اُس کے گرد کھجور کے درخت کثرت سے

اُگے ہُوئے تھے۔ اُس کی بِنا ملک سُہراب ایک بلوچ حملہ آور ڈالی تھی۔ اور اپنے ایک بیٹے کے نام پر اِس شہر کا نام رکھّا تھا۔ ۱۸۲۳ء میں دریاے سِندھ نے اِس شہر کو غارت کر دیا۔ اور نوّاب شیر محمّد خاں نے موجُودہ شہر کی بِنا ڈالی۔ ڈیرے میں اٹھارھویں صدی کے انجام تک افغانوں کی سلطنت تھی۔ ۱۸۲۰ء میں مہاراجہ رنجیت سِنگھ نے نوّاب شیر محمّد خاں کو منکیرہ سے جو اِس وقت پایۂ تخت تھا۔ نِکال دِیا۔ اور سِندھ وار کے تمام علاقے پر قابض ہو بیٹھا۔ کُچھ عرصے تک شیر محمّد خاں ڈیرے میں خُود مُختار رہا۔ آخِرکار سِکھّوں کا ڈیرے پر تسلُّط ہوگیا۔ ۱۸۳۶ء میں نَونہال سِنگھ سِندھ پار گیا۔ اور نوّاب نے رہا سہا مُلک بھی دے دِیا۔ کُچھ عرصہ گُزرا۔ کہ سرکار فیض مدار نے بنا بر مصلحت عنانِ حکُومت اپنے ہاتھ میں لے لی ؎

پہاڑ پُور

یہ چھوٹا سا قصبہ ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں سے ۱۸ میل شمال مشرِق کو واقِع ہے۔ پہاڑ پُور کے علاقے میں بڑی رَونق ہے۔ کُوئیں بیشُمار ہیں۔ اُن پر سُہاونے درخت لگے ہُوئے ہیں۔ جِدھر نِگاہ کریں۔ ہری ہری کھیتیاں لہلہاتی ہُوئی کیسی

بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ پہاڑ پور کا نظارہ واقعی ضلع بھر میں دلکش ہے۔ طغیانی کے دنوں میں کچّھی کا وہ حصّہ جو اس قصبے سے نیچے کو ہے۔ پانی ہی پانی ہوتا ہے۔ اور کچھ عرصے تک پانی گڑھوں میں کھڑا رہتا ہے۔ اس مقام کا قدیم حال ٹھیک ٹھیک تو کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ پندرھویں صدی میں لودھیوں کے رفقے جو اس ضلع میں آبسے تھے۔ اُن کا آباد کیا ہُوا ہے۔ یہاں ایک میونسپل کمیٹی ہے۔ پہاڑ پور کے سارے علاقے کی تجارت کا مرکز یہی قصبہ ہے۔ اناج ۔ نیل اور گھی کی تجارت ہوتی ہے۔ یہاں ۴۲۹۶ آدمی آباد ہیں۔ صفائی کا انتظام خاصہ ہے۔ لوگوں کے علاج معالجے کے واسطے ایک شفا خانہ موجود ہے۔ اس میں دیسی ڈاکٹر رہتا ہے۔ بچّوں کی تعلیم کے لئے ایک پرائمری سکول بھی ہے ۔ لیہ کی تحصیل میں کوٹ سُلطان کے جنوب کو ایک اور پہاڑ پور واقع ہے۔ لیکن وہ چھوٹا سا گاؤں ہے ۔ وہاں میونسپل کمیٹی نہیں ہے ۔

کلاچی

یہ قصبہ لونی ندی کے بائیں کنارے پر ڈیرہ اسمٰعیلخاں سے ۲۷ میل مغرب میں واقع ہے۔ اس میں آٹھ ہزار

کے قریب آدمی بستے ہیں۔ یہاں کے کوؤں کا پانی تلخ اور بدمزا ہے۔ نہ اِن کے نواح میں کچھ زراعت ہوتی ہے۔ نہ کہیں رونق و شادابی کا نشان ہے۔ گلاچی کے آس پاس دیکھو۔ تو دِل پر اُداسی سی چھا جاتی ہے۔ درخت ڈھونڈو۔ تو ایک نہیں۔ یہ قصبہ پہلے کچھ بہت بڑا نہیں تھا۔ گندہ پُور رفیقے کے لوگوں کے چند گاؤں مِلکر گُلاچی کے نام سے موسُوم تھے۔ اِن گاؤں میں سے بعض اب بھی مُضافات میں واقع ہیں۔ لیکن اکثر اِس قصبے کی کچّی فصیل کے اندر آگئے ہیں۔ گلاچی گندہ پُور رفیقے کے پٹھانوں کا صدر مقام ہے۔ یہ لوگ سترھویں صدی کے شروع میں یہاں آئے تھے۔ اب سے گیارہ برس پہلے تک پوِندہ رفیقے کے تاجر یہاں آکر خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اور خوب رونق ہُوا کرتی تھی۔ پر اِن کی بد مُعاملگی کے باعث اب اُنہیں بغیر ضمانت دِئے شہر میں آنے کی اِجازت نہیں۔ اور جو آب و تاب اِس قصبے کو بلحاظ تجارت کے تھی۔ اب نہیں پائی جاتی۔ تاہم یہاں کے ہنود وزیریوں کے ساتھ تجارت کرتے ہیں۔ چنے اور دِیگر اشیاءِ صنعت و حرفت اُن کو دیتے ہیں۔ اور لوہا اور لکڑی اُن سے لیتے ہیں۔

اِس قصبے کی زمین ریتلی ہے۔ اور ہوا میں نمی نہیں۔ اِسی باعث سے یہ مقام خوشگوار ہے۔ ورنہ صفائی کا انتظام تو کچھ اچھّا نہیں ✦

بھکّر

بھکّر تھل کے کنارے پر واقع ہے۔ مغرب کی طرف نیچے کو کچّی ہے۔ جب دریا چڑھتا ہے۔ تو ایک نالہ بھکّر کے نیچے بہتا ہے۔ اِن دنوں کشتی میں بیٹھکر اِس قصبے تک آسکتے ہیں۔ بھکّر کے مشرق میں زمین ریتلی ہے۔ اور درخت نام کو نہیں۔ مغرب میں طغیانیاں آتی ہیں۔ درخت بکثرت ہیں۔ اور زراعت بھی خاصی ہوتی ہے۔ اِس قصبے میں چار ہزار سے اُوپر آدمی آباد ہیں۔ پاس کی کچّی میں کھجور کے درخت اور باغات بہت ہیں۔ یہاں کا طوطا آم مشہور ہے۔ جب افغانوں کی سلطنت تھی۔ یہ آم کابل کو جایا کرتے تھے۔ بھکّر کے پاس ایک سرکاری باغ ہے۔ اِس میں شیشم کے درخت بیشمار ہیں۔ یہ باغ نوّاب محمّد خاں نے لگایا تھا ✦

یہاں کا بازار وسیع ہے۔ پہلے شہر کے اندر آوے ہوتے تھے۔ اِن سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ اب تو دُور باہر کو ہیں۔ یہاں مسافروں کے آرام کے لئے سرائے اور

ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ ایک شفا خانہ بھی ہے۔ مڈل سکول میں کئی طلبہ پڑھتے ہیں۔ گول سڑک بھی یہاں کی رونق کو مزید کرتی ہے۔ یہاں ریلوے سٹیشن بہت بڑا وسیع ہے۔ سٹیشن کے قریب تھوڑی دور پر سوداگروں کے مال کی منڈی لگی رہتی ہے۔ ریلوے انجن کی تبدیلی اسی سٹیشن پر ہوتی ہے۔

لیہ

۵۸۹۹ آدمیوں کی بستی ایک ریتلے میدان میں ہے۔ دریائے سندھ کی رو ۱۱۱ تا ایک میل مغرب کو بہتی ہے آس پاس جو کچھ علاقہ ہے۔ اُس کی زمین ہموار۔ ریتلی اور سخت ہے۔ نیچے کی طرف بستی میں ایک خوشنما باغ ہے۔ اس میں طرح طرح کے میوے۔ آم۔ نارنگیاں وغیرہ پھل لگتے ہیں۔ اس قصبے کی بنا میرانی خاندان کے ایک بلوچ کمال خاں نے ڈالی تھی۔ کبھی یہاں سکھ سردار حکومت کرتے تھے۔ اب تو سرکارِ انگریزی کے سایۂ عاطفت میں ہے۔ مکانات عموماً پختہ ہیں۔ صفائی وغیرہ کے انتظام کے لئے میونسپل کمیٹی ڈاک بنگلہ۔ خیراتی شفا خانہ اور مدرسہ یہاں کے بڑے مکانات ہیں۔

کروڑ

اِس قصبے میں ۲۷۲۳ آدمی آباد ہیں۔ مغرب میں سیدھا نیچے کی طرف کچّی کا علاقہ ہے۔ وہاں دریاے سِندھ کے طُوفان کا پانی آتا ہے۔ اِس پانی کا نِکاس رودِ لالا ہے۔ کروڑ کا بازار پکّا ہے۔ اور دُکانوں کے سامنے کی دیواریں سربسر پُختہ ہیں۔ یہاں ایک گول سڑک ہے۔ اِس کے دونو طرف شیشم کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ صفائی کا اِنتظام نہایت عُمدہ ہے۔ یہاں مُنصِف صاحب کی کچہری ہے۔ ایک تھانہ دار بھی یہاں رہتا ہے۔ ہر سال بھادوں میں مخدُوم لال عیسن کی خانقاہ پر بڑے زور شور سے میلہ لگتا ہے۔ بنّوں۔ مُظفّر گڑھ اور جھنگ کے اضلاع سے لوگ میلہ دیکھنے آتے ہیں۔ کوئی ۲۵ ہزار آدمیوں کا ہُجُوم ہوتا ہے۔ طرح طرح کی کھیلیں اور تماشے ہوتے ہیں۔ خانقاہ کے پاس بہت سی نئی دُکانیں بنی ہوئی ہیں۔ میلے کے ایّام میں ان میں لوگ آکر ٹھہرتے ہیں۔ اور خوب رونق ہوتی ہے۔ یہ میلہ کوئی ہفتہ بھر رہتا ہے۔

ٹانک

یہ قصبہ ڈیرۂ اِسمٰعیل خاں سے ۴۰ میل کے فاصلے پر

اُس نالے کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ جو ٹانک زام سے نکلتا ہے۔ اِس کے آس پاس کھجور کے درخت اور باغات ہیں۔ پُرانا ٹانک موجودہ قصبے سے تین یا چار میل شمال کو تھا۔ اٹھارھویں صدی میں پُرانا قصبہ ٹوٹ گیا۔ اور سب لوگ حال کے قصبے میں آکر رہنے لگے۔ یہاں ایک پُرانا قلعہ ہے۔ یہاں تجارت بھی خاصی ہوتی ہے۔ شہتیر بان۔ چٹائیاں۔ گھی۔ لوہا اشیا آتی ہیں۔ اور اناج۔ دیسی کپڑا وغیرہ اشیا باہر کو جاتی ہیں۔ ٹانک سے باہر تحصیل۔ تھانہ۔ سشن گھر اور فوج کے رہنے کا بنگلہ ہیں۔ قصبے کے اندر خیراتی شفا خانہ اور مشن سکول واقع ہیں:

شیخ بُدین

شیخ بُدین اِسی نام کی پہاڑی پر ڈیرۂ اسمٰعیل خاں سے ۴۵ میل شمال کو اور بنوں سے ۲۴ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہ کوئی بڑا مقام تو نہیں۔ قریباً ۱۵ کوٹھیاں انگریزوں کی ہیں اور ایک بازار ہے۔ جس میں دیسی رہتے ہیں۔ اِس مقام کا خاصہ یہ ہے۔ کہ یہاں کی آب و ہوا سرد ہے۔ امیر لوگ گرمیوں میں اِس جگہ آکر رہا کرتے ہیں۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ ایسے سرد مقاموں کو ییلاق کہتے ہیں۔

دیکھنے میں تو شیخ بُدین کچھ بھی نہیں۔ نہ کوئی دلکش نظارہ ہے۔ نہ درخت کثرت سے ہیں۔ نہ سبزہ زار ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ گرمیوں میں لطافتِ آب و ہوا کے باعث نیچے کے میدان کی بہ نسبت یہ مقام نمونۂ بہشت ہوتا ہے۔ اور کتنے ہی صاحبانِ انگریز ڈیرۂ اسمٰعیل خاں اور بنوں سے آکر یہاں رہتے ہیں ٭

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۷	حرفِ مکسور کے نیچے دو جگہ کے سوا سب جگہ زیر لکھا گیا۔ اوّل یائے مجہول کے ماقبل۔ دوسرے یائے معروف کے ماقبل جو لفظ کے آخر ہے ✢	ویر۔ دے۔ دی ✢
۸	حرفِ مضموم کے بعد اگر واوِ مجہول نہیں ہے۔ تو اُس پر پیش لکھا گیا ✢	شُکر
۹	واوِ معروف کے ماقبل پیش لکھا گیا ✢	دُور
۱۰	واوِ مجہول کے ماقبل پیش نہیں لکھا گیا ✢	نور
۱۱	الِف۔ واؤ اور یے کے سوا لفظ کے درمیان جو حرف ساکن ہے۔ اُس پر جزم لکھا گیا ✢	صبْر
۱	اِستفہام کی علامت	؟
۲	ندا۔ تعجب۔ حسرت۔ دُعا۔ قسم۔ خوشی کی علامت	!
۳	تھوڑے وقفے کی علامت	-
۴	پُورے وقفے کی علامت	✢

ہدایت۔ جہاں پُورا وقفہ ہے۔ وہاں پڑھنے میں زیادہ ٹھہرنا چاہئے۔ باقی جگہ کم ✢

DISTRICT GEOGRAPHIES

No. XXIII.

GEOGRAPHY OF THE DERA ISMAIL KHAN DISTRICT

BY

The Translation Staff of the Central Training College, Lahore.

Published under the orders of the Director of Public Instruction, Punjab.

Lahore:

PRINTED FOR THE EDUCATION DEPARTMENT, PUNJAB,
AT THE "MUFID-I-'AM" PRESS,
BY MUNSHI GULAB SINGH & SONS, PROPRIETORS.

1893.